نہ ہوئی قرولی

میاں خوجی اور آزاد کو لکھنؤ آئے کافی دن ہو چکے تھے۔ لکھنؤ کے سیر سپاٹے اور یہاں کے نوابوں کی محفلوں سے ان کے دل اوب چکے تھے۔ سرائے میں قیام تھا۔ ترکی کا سفر سوار تھا اور دونوں سفر کی تیاری میں مصروف تھے کہ ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا۔

جیسے ہی خوجی دن بھر کے تھکے ہارے پلنگ پر دراز ہوئے، ذرا دیر میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ آپ جانیں کہ سرائے کے کھاٹ کھٹملوں کا بسیرا۔ پچھلے پہر سے ہی کھٹملوں نے میاں خوجی کو بھنبھوڑنا شروع کر دیا۔ بدن بھر کا خون جونک کی طرح پی لیا۔ جسم چھلنی کر دیا۔ ایک طرف تھکن، دوسری طرف نیند کا غلبہ اور اس پر کھٹملوں کی یورش۔ میاں خوجی جھلّا اٹھے۔ آنکھ کھل گئی۔ چراغ روشن کیا۔ دیکھا تو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں کھٹمل بستر پر رینگ رہے ہیں۔ انھیں جو دیکھا تو میاں خوجی کا پارہ چڑھ گیا۔ چہرہ بھبھوکا ہو گیا اور لگے غصے میں چیخنے چلانے۔

''ارے لانا میری قرولی۔ لانا میری قرولی۔ ابھی ان کھٹمل گیدیوں کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوں۔ اتنی قرولیاں بھونکوں گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ انھوں نے کیا سمجھا ہے۔ارے لانا میری قرولی۔ کہاں گئی میری قرولی؟'' میاں خوجی نے ہانک لگائی۔ اور یوں دھاڑ دھاڑ کر چیخے تو تمام سرائے والوں کی نیند حرام ہوگئی۔ وہ یہ سمجھے کہ چور آ گیا۔ ہرطرف لینا، پکڑنا، جانے نہ پائے کا شور مچ گیا۔

ساری سرائے میں ہلڑ مچ گیا۔ ہڑبونگ کا یہ عالم کہ کوئی آنکھ ملتا اندھیرے میں ٹٹولتا ہے، کوئی دیدے پھاڑ پھاڑ کر اپنی گٹھری کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھتا ہے۔ کوئی کھاٹ کے نیچے سے اپنا صندوق کھینچتا ہے۔ کوئی مارے ڈر کے آنکھیں بند کیے دبکا پڑا ہے۔ کوئی لاٹھی ہاتھ میں لیے چور کے پیچھے بھاگتا ہے۔ چور۔ چور۔ لینا پکڑنا۔ جانے نہ پائے۔ جاگتے رہنا کے شور سے کہرام مچ گیا۔

میاں خوجی نے جو لینا، پکڑنا، جانے نہ پائے جاگتے رہنا۔ چور۔ چور کی آوازیں سنیں تو خود بھی غل مچانے لگے۔ ''ہائیں ہائیں! خبردار۔ جانے نہ پائے لانا میری قرولی۔ اے چور گیدی۔ ٹھہرے رہنا۔ میں ابھی قرولی لے کر آتا ہوں۔''

اب میاں خوجی کو یہ کون بتائے کہ یہ شگوفہ خود ان کا ہی چھوڑا ہوا ہے۔ نہ وہ سوتے نہ کھٹمل کاٹتے نہ وہ چیختے چلّاتے اور نہ کھٹمل کا چور بنتا۔ بات کا بتنگڑ تو خود انھوں نے ہی بنایا تھا۔

اب میاں خوجی کی رگ بہادری پھڑک اٹھی، ایک دم سے کنڈی کھول کر چور پر لپک پڑے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ گلا پھاڑ کر چیخنے چلانے لگے۔ لینا۔ لینا۔ لینا جانے نہ پائے''۔ اور ایک طرف کو جدھر سے زیادہ آوازیں آرہی تھیں، تیزی سے بڑھے۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ کسی چیز سے ٹکرائے اور ٹھوکر کھائی اور اڑ ڑادھم اوندھے منہ زمین پر آرہے۔ بدقسمتی سے وہاں کمہار کے برتن رکھے تھے۔ ان پر جو گرے تو برتن چکنا چور ہوگئے۔ جسم سے خون رسنے لگا۔

کمہار نے جو دیکھا کہ کوئی برتنوں پر سے کود کر بھاگ رہا ہے تو اس نے بھی چیخنا شروع کر دیا۔

''چور چور، پکڑو، پکڑو، جانے نہ پائے۔''

یہ سن کر خوجی برتنوں پر پڑے پڑے خود بھی چیخنے لگے۔''چور چور نہ ہوئی قرولی ورنہ.........''

مسافر بھٹیارے، حوالی موالی کوئی ڈنڈا لیے ہے، کوئی بید گھماتا ہے، کوئی لکڑی ہلاتا ہے اور میاں خوجی ٹوٹے ہوئے برتنوں پر بے دم پڑے آوازیں لگا رہے ہیں۔''

''نہ ہوئی قرولی ورنہ........''

کمہار نے جو دیکھا کہ ایک آدمی پڑا ہے تو سمجھا کہ یہی چور ہے آگے بڑھ کر گلا پکڑا۔ جھٹکے سے زمین سے کھینچا اور سیدھا کھڑا کر دیا۔ اور زور زور سے چلّانے لگا۔

''ارے دوڑو۔ چور پکڑ لیا۔ چور پکڑ لیا۔''

آنے والوں نے خوجی کو چور سمجھ کر ایسی خاطر تواضع کی، اتنا مارا کوٹا، اتنا ٹھونکا بجایا۔ اتنے لات گھونسے رسید کیے کہ میاں کے انجر پنجر ڈھیلے ہو گئے۔

اندھیری رات تھی۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ کسی کو کیا معلوم کہ یہ چور ہے یا میاں خوجی۔ لوگوں کو تو شکار ہاتھ آ گیا تھا۔ میاں خوجی چور بن گئے اور بے بھاؤ کے سہتے رہے۔ یار لوگوں نے تاک تاک کر زناٹے کے ہاتھ لگائے۔

جب لوگ مار مار کر تھک گئے تو مسافروں میں سے کسی نے کہا۔

’’اے ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ یہ تو وہی خوجی ہے جو پانچ سات روز سے اس سرائے میں ڈیرہ جمائے ہے۔فوراً چراغ جلایا گیا، لوگوں نے پہچانا تو دیکھا کہ یہ تو وہی تیرھویں صدی کا بالشتیا خوجی ہے۔ سب نے ایک زبان ہوکر کمہار سے کہا۔

’’چھوڑ دے۔ چھوڑ دے۔ چور نہیں ہے، خوجی ہے۔ برتنوں کے دام ہم دیں گے۔‘‘

اللہ اللہ کر کے میاں خوجی کی جان بچی۔ کچومر تو نکل ہی چکا تھا۔ بے دم ہو چکے تھے۔ جیسے ہی کمہار نے انھیں چھوڑا ان کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی زمین پر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے۔’’ارے کمہار گیدی ہٹتا ہے یا ماروں قرولی۔‘‘

یار لوگوں نے جب خوجی کی حالت غیر دیکھی تو کوئی جسم دبانے لگا۔ کسی نے سر سہلایا۔ کسی نے سہارا دیا اور میاں خوجی ذرا سی دیر میں گرد جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

ادھر آزاد کو خبر ملی کہ خوجی چوری کرتے پکڑے گئے ہیں۔ کسی مسافر کی ٹوپی چرالی تھی۔ کسی نے آزاد کو بتایا کہ کمہار کی ہنڈیا چرانے گئے تھے۔ جاگ پڑ گئی۔ پکڑے گئے۔ بے بھاؤ کی پڑیں۔ غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔

آزاد کو بہت صدمہ ہوا کہ ان کا ساتھی اور چوری کی علّت میں گرفتار ہو۔ مگر یہ بات ان کے دل کو نہیں لگتی تھی، انھیں یقین نہیں آتا تھا۔ بھلا ان کا یار خوجی ایسا کرے وہ چوری چکاری کیا جانے؟ وہ تو بس فقرہ بازی جانتا ہے، شیخی بگھارتا ہے اور دون کی لیتا ہے۔ بھلا چوری چکاری بھی کرتا تو کمہار کی ہنڈیوں کی؟

آزاد کو غصہ آ گیا۔ جلدی سے چارپائی سے اترے اور لکڑی ہاتھ میں لی کہ جو بولے گا اس کو مزہ چکھا دوں گا۔ اور خوجی کی مزاج پرسی کو چلا۔

ابھی آزاد اپنی کوٹھری سے باہر نکلے ہی تھے کہ ان کے کان میں آواز آئی۔

’’ہات تیرے گیدی کی۔ بڑا آزاد بنا پھرتا ہے۔ ایسے آزاد بہت دیکھے ہیں۔ مردود چارپائی پر پڑا خرخر کیا کیا اور ہماری خبر نہ لی۔‘‘

یہ سن کر آزاد مسکرائے۔ ابھی دو قدم چلے ہوں گے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ خوجی جھومتا جھامتا چلا آتا ہے اور بڑبڑاتا جاتا ہے۔''

''نہ ہوئی قرولی ورنہ اس وقت کمہار کی لاش پھڑکتی ہوتی۔''

خوجی لڑکھڑاتا۔ جھومتا جھامتا آزاد کی کوٹھری تک چلا آیا۔ مگر آنکھوں کا اندھا نام نین سُکھ، اتنا بھی نہ سوجھا کہ آزاد کھڑا ہے۔ جب قریب پہنچا تو آزاد نے کہا۔

''خیر ہم کو تو پیچھے گالیاں دینا۔ اب یہ بتاؤ کہ ہاتھ پیر تو نہیں ٹوٹے۔''

''ہاتھ پاؤں۔'' خوجی بولا۔ ''ہونہہ۔ یہ لوہے کی سلاخیں ہیں۔ پچاس آدمی گھیرے ہوئے تھے۔ پورے پچاس۔ وہ وہ ہاتھ دکھائے کہ سب دنگ رہ گئے چٹکیوں میں گھیرا توڑ، لوگوں کو بکھیر کر رکھ دیا۔ نہ ہوئی قرولی اس وقت قسم امیر علیہ السلام کی چار پانچ لاشیں پھڑک رہی ہوتیں۔

آزاد مزاج داں تھے۔ مسکرا کر کہا۔ ''وہ کیسے؟''

خوجی نے فوراً ہاتھ پھینک کر کہا۔ ''واللہ! میں اس وقت پھلجھڑی بنا ہوا تھا۔ بس کیفیت یہ تھی کہ دس آدمی اس کندھے تو دس آدمی اس کندھے۔ میں جو پھرا تو کسی کو انٹی دی۔ وہ دھم سے زمین پر گرا۔ کسی کو کولھے پر لاد کر مارا۔ کھٹ سے چھپر کھٹ کی پٹی پر۔ دو چار تو میرے رعب میں آ کر ہی گر پڑے۔ دس بارہ کی ہڈی پسلی ایک کر دی۔ جو میرے سامنے آیا اسے نیچا دکھایا۔ مار مار کے کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ اور وہ کمہار گیدی تو ساری عمر یاد رکھے گا کہ کس سے واسطہ پڑا تھا۔''

آزاد نے بہت غور سے یہ سب کچھ سنا اور کہا۔ ''درست فرمایا آپ کی ذاتِ شریف سے یہی توقع تھی۔ مرداں چنیں کنند۔'' (یعنی بہادر ایسا ہی کرتے ہیں)

''اچھا اب آپ کچھ دیر آرام کیجیے صبح سویرے نواب صاحب کے ہاں حاضری دینا ہے کہ رسمِ دُنیا ہے، ان سے رخصت بھی ہو لیں گے۔''

خوجی یہ سن کر جھوم اٹھے اور کہا۔ ’’واللہ آزاد! تم بھی عالم میں انتخاب ہو لیکن یہ ترکی کا سفر اور وہ بھی بحری راستے سے ذرا خطرناک ہے۔ خیر کچھ دیر آرام کرلو شب بخیر۔ شب بخیر۔‘‘

(پنڈت رتن ناتھ سرشار کے
’’فسانۂ آزاد‘‘ سے ماخوذ)

معنی یاد کیجیے

عجیب	:	انوکھی
یورش	:	حملہ، چڑھائی
بسیرا	:	سرائے، ٹھہرنے کی جگہ
غلبہ	:	چھا جانا
ہڑ بونگ	:	اُدھم بازی، فتنہ پرواز
حوالی موالی	:	خوشامدی، ساتھ رہنے والے
خاطر تواضع	:	کھلانا پلانا، یہاں بطور طنز پٹائی مراد ہے
حمیت	:	غیرت
صدمہ	:	دُکھ
قرولی	:	شکاری کا چاقو، (ایک خاص طرح کا چاقو جو مڑا ہوا ہوتا ہے)

سوچیے اور بتائیے۔

1. میاں خوجی کس کے ساتھ اور کہاں آئے ہوئے تھے؟
2. خوجی جہاں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں کیا حادثہ پیش آیا؟
3. سرائے میں کہرام کیوں مچ گیا؟

© NCERT not to be republished

4. میاں خوجی کے ساتھ لوگوں نے کیا سلوک کیا؟
5. ’’رگِ حمیت پھڑک اٹھی‘‘ اس کی وضاحت کیجیے۔
6. خوجی کا دوست کون تھا؟
7. خوجی آزاد کی کون سی بات سن کر جھوم اٹھے؟

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

فائدہ مند   بیزاری   صدمہ   قرولی   بسیرا

نیچے لکھے ہوئے مذکر الگ کیجیے۔

سرائے   کمہار   زمین   مٹکا   کتاب   پیالی   آدم   برتن
حوّا   خوشی   موتی   قرولی   انڈا

عملی کام

- منصب دار ایک مرکب لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ ’’عہدے دار‘‘ اس طرح لفظوں کے آگے دار لگا کر پانچ نئے الفاظ بنائیے۔
- ’’خوش مذاق‘‘ خوش اور مذاق سے مل کر بنا ہے جس کے معنی ہیں اچھا ذوق رکھنے والا۔ یہ صفت ہے۔ اسی طرح خوش کے ساتھ دل، مزاج، رنگ اور بخت ملا کر صفت بنائیے۔
- خوجی کا کردار آپ کو کیسا لگا؟ اس کے بارے میں اپنی رائے لکھیے۔

پڑھیے اور سمجھیے۔

محاورے	معنی
جان پر آبننا	جان کا خطرے میں پڑ جانا

© NCERT not to be republished

موت کے گھاٹ اتارنا	جان سے مار دینا، ختم کر دینا
مرغ کی ایک ٹانگ (کہاوت)	اپنی بات پر رہنا
بات کا بتنگڑ بنانا	چھوٹی بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا
پالا نہ پڑنا	مقابلہ نہ ہونا

اس سبق میں محاورے اور کہاوتیں استعمال ہوئی ہیں۔ عام بول چال میں شامل ایسے فقرے جو اپنے اصل معنی کے بجائے مختلف معنی میں استعمال ہوتے ہیں، انھیں محاورہ کہتے ہیں۔ عام بول چال کے چند جملے جو اپنے لفظی معنی سے ہٹ کر کچھ اور معنی ادا کرتے ہیں انھیں کہاوتیں کہتے ہیں۔ محاوروں کی طرح کہاوتوں میں بھی کسی طرح کی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

اوپر دیے گئے محاوروں اور کہاوت کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

غور کرنے کی بات

- ''نہ ہوئی قرولی'' پنڈت رتن ناتھ سرشار کے مشہور ناول ''فسانۂ آزاد'' سے لیا گیا ہے۔ اس ناول کے کئی کردار ہیں۔ آزاد اور خوجی سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ خوجی اپنی حماقتوں اور ڈینگوں کی وجہ سے نہ صرف اس کتاب کی جان ہیں بلکہ اردو ادب کے چند زندہ جاوید کرداروں میں سے ایک ہیں۔ اس سبق میں خوجی کی حماقتوں کی تصویر کشی کی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ وہ مار کھانے کے بعد کس طرح اکڑتے ہیں اور یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ پٹے نہیں بلکہ انھوں نے کئی لوگوں کو مار مار کر درست کر دیا ہے۔ زوال پذیر معاشرے میں ایسے کردار پیدا ہو جاتے ہیں۔ آج بھی ایسے کردار موجود ہیں۔ سرشار نے مبالغہ آمیز مزاح میں خوجی کو ایک نہایت دلچسپ کردار بنا دیا ہے۔

© NCERT not to be republished